الله

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکوٰۃٍ فِیْھَا

زنانہ اخبار — مہینے میں دو بار

مصباح

یکم دسمبر ۱۹۳۰ء — ۱۰ رجب المرجب ۱۳۴۹ھ

چندہ سالانہ ۲ روپے ۸ر

نمبر ۲۴ — جلد ۴

ایڈیٹر
قاضی محمد ظہور الدین اکمل

قادیان دارالامان سے یکم و پندرہ کو شائع ہوتا ہے

فہرست مضامین

قبولیت دعا کے ذرائع ۳/۴
بالوں کا فیشن ۵/۶
اسلامی پردہ ۶/۹
ٹھگ اور ان کے عجیب و غریب حالات ۹/۱۰
اخلاق حمیدہ ۱۱/۱۲
بخیل عورتوں کے حالات ص ۱۳
چوری کا سراغ لگانے کا وحشیانہ طریقہ ص ۱۴
سیرت النبی کے جلسے و متفرقات ۱۵/۱۸

محترمہ سلمہ خاتون گوجرانوالہ
اہلیہ میر مرید احمد خاں صاحب
امۃ الرحمٰن صاحبہ یوگنڈا
اعجازہ سیالکوٹی

ماخوذ

ماخوذ

دختران اسلام

رہتی جو فکر ہم کو تعلیم دختراں کی
ہوتی کچھ اور ہی پھر توقیر خانداں کی

ہم اہل فضل ہوتے اہل کمال ہوتے
کیوں جبہ سائی کرتے غیروں کے آستاں کی

جو قوم کر رہی ہے توقیر صنف نازک
حاصل ہیں کچھ اسی کو خوش بختیاں جہاں کی

ناکارہ ہے سراسر جاہل اگر ہے دختر
پژمردہ شاخ گل ہے گویا وہ گلستاں کی

برق غضب ہے واللہ بے علم ہے جو بیوی
اللہ بچائے زد سے اس تیر بے کماں کی

ہے بدنصیب بچہ گر ماں ہے اس کی جاہل
ہے سانپ کا نشیمن گود اسکو اپنی ماں کی

ویران ہے وہ خانہ جس کے مکیں ہوں جاہل
ہے علم کی تجلی سے منزلت جہاں کی

ہے "کسب علم" لازم مسلم پہ مسلمہ پہ
حکم نبیؐ کو بھولے ذلت ملی جہاں کی

ڈرتی ہوں قوم مسلم برباد ہو نہ جائے
اب ساعت آگئی ہے اک سخت امتحاں کی

سب کی نگاہ میں ہم اب خوار ہو رہے ہیں
بدلی ہوئی نظر ہے کچھ ہم سے آسماں کی

اے خفتہ بخت مسلم بیدار ہو خدارا
اے محو خواب غفلت یہ نیند ہے کہاں کی

روشن ہے خوب تجھ پر اپنی شکستہ حالی
تفسیر ہے تو اپنی نکبت کی داستاں کی

احساس پھر بھی اپنی ہستی کچھ نہیں ہے
اللہ ہی جانے چھائی ہے بیخودی کہاں کی

وقت آرہا ہے دشمن بھی اپنے دوست ہونگے
خاک وفا سے ہوگی تعمیر اب جہاں کی

عبرت دہ جہاں ہے درماندگی مسلم
گویا وہ موج مضطر ہے بحر بیکراں کی

علم و ہنر کی دولت بہنو ہے ایسی دولت
رہزن کا ڈر نہ جس کو حاجت ہے پاسباں کی

مردوں سے کیا کریں ہم امید دستگیری
ان تیوروں سے ہیں پیدا اب لرزشیں کماں کی

اظہار مدعا کو منہ میں زبان تو ہے
بتلاؤ کیا ضرورت پھر تم کو ترجماں کی

گلدستے علم کے خود تم بزم میں سجاؤ
واللہ تم آپ زینت ہو اپنے بوستاں کی

(از محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ - بمبئی)

دسمبر کا مصباح: - پانچویں جلد کے پہلے نمبر میں ڈاکٹر چوہدری محمد شاہنواز خانصاحب کا ایک طویل مضمون ہوگا جس کا عنوان ہے "نسوانی تمدن کے ارتقاء پر فلسفیانہ نظر"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مِصباح

قادیان دارالامان مورخہ یکم دسمبر ۱۹۳۰ء

قبولیّت دُعا کے ذرائع

دُعا کیا چیز ہے؟

قبل اس کے کہ میں استجابت دُعا کے متعلق کچھ لکھوں، یہ بتانا چاہتی ہوں کہ دُعا کیا چیز ہے، کیونکہ اس زمانے میں اکثر لوگ دُعا کی حقیقت و اصلیّت سے بالکل ناواقف ہیں۔ حدیث میں آتا ہے اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَۃِ۔ یعنی دُعا عبادت کا خلاصہ ہے۔ پھر دوسری جگہ آتا ہے:- لَیْسَ شَیْءٌ اَکْرَمَ عَلَی اللّٰہِ مِنَ الدُّعَاءِ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک دُعا سے زیادہ معزّز کوئی چیز نہیں۔ ان احادیث کے علاوہ دعا کے متعلق اور بھی بہت حدیثیں ہیں جن سے صاف ظاہر ہے دُعا بہت اہم چیز ہے۔

خدا کا قرب حاصل کرنا

سب سے پہلے دُعا کرنیوالے کو چاہیئے کہ وہ اپنے تمام گناہوں سے توبہ و استغفار کر کے قرب الٰہی کی انتہائی کوشش کرے۔ کیونکہ وہ جتنا خدا کے زیادہ قریب ہوگا۔ اتنی قدر اسکی دُعا بوجہ قربت کے زیادہ قبول ہوگی۔ خدائے تعالیٰ اپنے پاک کلام قرآن مجید میں فرماتا ہے:- وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ جب پوچھیں تجھ سے میرے بندے میرے متعلق پس میں تو قریب ہوں۔ میں دعا کرنیوالے کی دُعا کو سُنتا ہوں، جب وہ مجھے پکارے۔ خدا تعالیٰ بھی اسی شخص کے قریب ہوتا ہے جو اس کو واحد لاشریک جانکر اسکی ذات پر کامل اعتبار اور پورا بھروسہ رکھتے ہوئے اسکے آگے جھکتا ہے۔ ہاں جو شخص دعا بھی کرے اور ساتھ شرک اور بدیوں میں مبتلا ہو اس کی دُعا خدا کیسے سُنے، سُننا تو درکنار اللہ تعالیٰ ایسے شخص سے بہت دُور ہوتا ہے۔

استجابت دُعا کا بڑا ذریعہ

یاد رہے کہ استجابت دُعا کا بڑا ذریعہ صبر و استقلال ہے۔ یہ امر مسلّم ہے، کہ اعلیٰ مراتب کا حصول محنت اور کوشش کے سوا ناممکن ہے۔ اور محنت و کوشش بھی استقلال کے بغیر ناممکن ہے۔ اس لیے یہ بھی ناممکن ہے کہ کوئی شخص جسوقت کوئی سوال خدا کے آگے کرے اور کہے کہ یہ اسی وقت پورا ہو جائے ایسا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ عرصۂ دُعا میں انتہائی صبر و استقلال سے کام لینا چاہیئے۔ اگرچہ قبول ہونے میں مُدّتیں کیوں نہ گذر جائیں۔ دیکھئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی تھی کہ یا الٰہی میری ذرّیت میں سے نبی پیدا کرنا تو کیا آپ کی یہ دعا اسی وقت قبول ہو گئی تھی نہیں بلکہ سالہا سال بعد استجابت کا رنگ لائی اور کیسے

اعلیٰ طریقہ ہے۔ خدائے تعالیٰ تو کریم ہے اس کو یہ بات پسند نہیں کہ اس کا کوئی بندہ کامل امیدواری اور صدق دل سے اس کے آستانہ پر گرا ہے، اور پھر بھی وہ اسے ناکام واپس لوٹا دے۔ اگر اس جہان میں کسی وجہ سے قبول نہ بھی ہو تو اگلے جہاں میں تو ضرور قبول ہو گی۔

لیکن بعض دفعہ عدم قبولیت کا کوئی اور ہی سبب ہوتا ہے، جیسے کوئی شخص ایسی دعا مانگے جو اس کے حق میں نقصان رساں ہو جس کو وہ خود نہ سمجھ سکتا ہو یا حماقت سے ایسی دعا مانگے، جس کا قبول ہونا ہی ناممکن ہو مثلاً یہ کہے کہ خدایا مجھے طاقت دے کہ میں آسمان پر چڑھ جاؤں، تو کیا اس کی ایسی دعا قبول ہو جائیگی۔ اس میں قصور تو دعا کرنے والے کا ہے نہ کہ قبول کرنے والے کی بے پروائی۔ ہاں حقیقی دعا کو خدا تعالیٰ ہرگز ہرگز کبھی رد نہیں کرتا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے:۔ مَا مِنْ اَحَدٍ یدعو بدعاءٍ الا آتاہُ اللہ ما سأل او کفّ عنہ السوء مثلہ ما لم یدع باثم او قطیعۃ رحم (ترجمہ) کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ وہ کسی قسم کی دعا کرے مگر اللہ تعالیٰ دیتا ہے اس کو جو وہ مانگتا ہے یا اس سے اسی قدر تکلیف روکتا ہے۔ جب تک وہ ایسی دعا نہ کرے جو گناہ کرنے کی ہو یا کسی رشتہ داری کو توڑنے کی۔

آخر میں میری دعا ہے کہ خدا سب مسلمانوں کو دعا کو حقیقی معنوں میں سمجھنے کی توفیق دے۔ آمین

خاکسار آمنہ خاتون (مولوی) قادیان

یکم اکتوبر کے مصباح میں اہلیہ صاحبہ چوہدری محمد شریف صاحب کا استفسار دیکھا، بہن صاحبہ نے کپڑے کی قسم نہیں لکھی کہ کس کپڑے پر زری کا کام ہوا ہے جاپانی یا اطلس، مطلع فرمائیں تو پھر خاکسار کچھ عرض کر سکیگی۔

خاکسار سلیمہ خاتون دار السلام بلڈنگ گوجرانوالہ

بالوں کا فیشن

میں نے مصباح یکم جولائی ۱۹۳۰ء کے پرچہ میں دو مضمون دیئے تھے ایک کی غرض تو یہ تھی کہ عورتوں میں عام طور سے یورپین فیشن کی نقل ہو رہی ہے جو ایک ایسے مذہب پر چلنے والی بہنوں کیلئے بالکل نامناسب ہے جو تمام دنیا کو اپنے آغوش میں لینے والا ہے، اور ہر طرح سے مکمل ہے اور ہماری زندگی کے ہر پہلو کے لئے اُس نے رہنمائی کر دی ہے دوسرے کی غرض یہ تھی کہ اخبار مصباح کی طرف توجہ کی جائے اور اُسکی اڈیٹری کا بار کوئی قابل بہن اٹھا لے تو وہ موجودہ حالت سے زیادہ دلچسپ ہو جائیگا لیکن افسوس ہے کہ بجائے اسکے کہ میرے مضمون سے کچھ فائدہ اُٹھایا جاتا۔ اُلٹا اسکی مخالفت کی گئی اور اُسکو مضر یا قریب قریب فضول قرار دیا گیا۔ مجھے پہلے ہی یہ خیال تھا کہ عیسائی قوم کے فیشن کو پسند کرنیوالے ضرور میرے خیال کی مخالفت کرینگے۔ اب میں اس بات پر روشنی ڈالتی ہوں کہ جو لوگ نقّالی کو پسند فرماتے ہیں انکے بارے میں قرآن مجید نے کیا رہنمائی کی ہے ملاحظہ فرمائیں سورۃ المائدہ ع ۹ آیت ۶۵ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَ غَضِبَ عَلَيْهِ وَ جَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَ الْخَنَازِيْرَ وَ عَبَدَ الطَّاغُوْتَ ؕ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّ اَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ؕ بھلا میں تم کو بتا دوں ان عیب والوں سے زیادہ عیب والے اور بری جگہ کے لحاظ سے اللہ کے نزدیک وہ ہیں جنکو اللہ نے دور کر دیا اور ان پر خفا ہوا اور اُن میں سے بعض کو بندر اور سوئر کی صفت والا بنا دیا اور وہ پوجنے لگے سرکش شیطان کو یہی لوگ ہیں بدترین درجہ والے اور بہت ہی بھٹکے ہوئے سیدھی

راہ سے۔ انسان کا بندر ہو جانا اس سے مراد غیر اقوام کی کورانہ تقلید ہے اور خاصکر نقّال ہو جانا قرآن مجید نے ایسے لوگوں کو بندر کہا ہے۔ ہمارے ایک چچا تھے انکے ایک انگریز اُستاد کا بیان ہے کہ مَیں خط بنوا رہا تھا کہ کسی کام سے اندر جانا پڑا درخت پر بیٹھا بندر سب کارروائی دیکھتا تھا میری غیر موجودگی میں درخت سے اتر کر اُسترا لے گیا اور اپنا بھی خط بنانے لگا میں حیران رہ گیا کہ اب اس سے اُسترا تو لینا ہے آسانی سے دیگا نہیں مَیں نے ایک اور اُسترا لیکر اپنی گردن پر زور سے رگڑنا شروع کر دیا بندر کو دکھاتا رہا بعد میں اس نے میری نقل کرنی شروع کی اور دیکھتے ہی دیکھتے بندر نے میرے اُسترے سے اپنی گردن کاٹ ڈالی میں نے اُسترا اُٹھا لیا اور بندر عبرتناک حالت میں گرا اور درخت میں لٹک کر رہ گیا۔ افسوس ہے کہ اکثر ہندوستانیوں کا یہی حال ہے۔

اگر نمونہ اور تقلید انسان کسی بات کی کرے تو کسی ہدایت یافتہ قوم کی تو کرے نہ کہ ضالین و گمراہ لوگوں کی عقلمند انسان ہمیشہ نیکی و نیک نمونہ اور مفید بات اپنے غیر سے لیتا ہے نہ کہ (مضر) جو قوم کی قوم کو ہی قعر مذلت میں ڈالدے۔

آج نہیں تو کل نقصان دہ تقلید کبھی بھی انسان کو کامیابی کی شاہراہ پر گامزن ہونے نہیں دیتی بقول علم

شرق کی چال ڈھال کا معمول اور ہے
مغرب کے ناز و رقص کا اسکول اور ہے
دنیا میں لذتیں ہیں نمائش ہے شان ہے
اس کی طلب میں حرص میں سارا جہان ہے
اکبر سے بھی سنو! کہ جو اس کا بیان ہے
دنیا کی زندگی فقط اک امتحان ہے
حد سے جو بڑھ گیا تو ہے اس کا عمل خراب
آج اس کا خوشنما ہے مگر ہوگا کل خراب

سوء عفت سے وہ لوگ مراد ہیں جو حیا کی چادر کو چاک اور اپنی زینت عریاں کر چکے ہیں، یہ صفات بھی نمایاں طور پر بعض اقوام کی فیشن میں دکھائی دیتے ہیں، جس کو آج کل نیو فیشن کہا جاتا ہے، یہ فیشن۔۔۔۔۔۔ ایک بلا ہے، جس سے مَیں اپنی معزز بہنوں کو بیدار کرنا چاہتی ہوں لَعَنَہُ اللّٰہ۔ وغضب علیہ واضلّ عن سواء السبیل۔ قرآن مجید کے یہ الفاظ ظاہر کر رہے ہیں، کہ یہ مرض اور بلا جس کے متعدی ہونیکا خطرہ تھا، یہود اور عیسائی قوم سے ہی ظاہر ہوگا، اور مُسلم لوگ خطرہ میں ہونگے، کیونکہ الناس علیٰ دین ملوکھم کے فقرہ کے ماتحت اس بیماری کے متعدّی ہونے کا ڈر تھا (جن باتوں کے لئے دلائل و براہین اُن کی خوبیوں پر موجود ہیں یا اپنی قوم کی ایجادات ہیں وہ اس بحث سے باہر ہیں) لیکن ایک مشرک قوم کی نقل بغیر وجہ یعنی کورانہ تقلید خواہ وہ اعتقادات میں ہو یا اعمال میں ہو یا فیشن میں ہو ہرگز مناسب نہیں، خاصکر ایسی قوم کے لئے تو کسی صورت میں بھی مناسب نہیں، جو تمام دنیا کے لوگوں کی رہبری کا ہر ایک بات میں دعویٰ کرتی ہے، اور جس کا دین ہر ایک طرح اور ہر ایک پہلو سے مکمّل ہے، وہ دوسری اقوام کی نقل کیونکر کر سکتی ہے اگر ایسا کرے تو وہ دوسرے کے رنگ میں رنگین ہو جائیگی۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کی نسلیں بھی محفوظ نہیں رہینگی خداوند عالم دجّال کے ہر ایک فتنہ سے محفوظ رکھے +

پھر حدیث شریف میں آیا ہے، جو شخص جس قوم سے مشابہت کرے وہ اسی سے ہے، پس ایک مُسلم یا مُسلمہ کے لئے کس طرح مناسب ہے کہ وہ عیسائی مردوں یا عیسائی

عورتوں کا فیشن اختیار کرے، دوسرے حضرت صاحب نے بار بار یہ ظاہر فرمایا ہے، کہ انگریزی بال بنوانے اچھے نہیں، پھر عورتوں کے لئے، یہ بات کیونکر مناسب ہے کہ انگریزوں کی طرح ٹیڑھی مانگ نکالیں یا گریبان چاک قمیص استعمال کریں، وہاں حکم ہے کہ اوڑھنی بھی گریبان سے ہوتی ہی گذرے، یہاں سینہ سے قمیص ہی ندارد ؛

حضرت صاحب جب لنڈن تشریف لے گئے تھے تو کسی اخبار کے پرچہ میں میں نے پڑھا تھا کہ حضرت صاحب فرماتے ہیں - انگریزوں کا بیان ہے، کہ ہم پہلے ہندوستانیوں کو بہت اچھا جانتے تھے، لیکن اب ہم ان کو بہت ذلیل سمجھتے ہیں، وہ اس وجہ سے کہ ہندوستانیوں کی عادت بہت نقال واقع ہوئی ہے، اور وہ اپنے طرز لباس طریقہ چھوڑ کر ہمارا اختیار کرتے ہیں ؛

افغانستان کا بربادی فگن حادثہ آنکھوں کے سامنے گذرا ہے، وہ بھی تو بالوں کا ہی فیشن تھا، دیکھو کیا ہوا اور ایک عورت یعنی ثریا بیگم کے فیشن نے کتنا غضب ڈھایا، کہ میاں کی سلطنت گئی، اور ہزارہا جانوں کا نقصان ہوا، ایک تھوڑی سی بات کے کیسے کیسے خطرناک نتائج ہوتے ہیں، عورت کے نمونہ کا مردوں پر بھی اثر پڑتا ہے، اور اولاد تو ماں کے خصائل بہت اختیار کرتی ہے، بعد ازاں ملک پر بھی اثر پڑتا ہے، اس سے عورتوں کو خاصکر نیک نمونہ بننا چاہیئے..

ہم کو چاہیئے کہ آنحضرت صلعم کے نمونہ پر چلیں، اور بلاد جہ اپنے ملک کے لباس اور طرز کو ہرگز نہ چھوڑنا چاہیئے ؛

اگر فیشن کی دلدادہ بہنوں کو فیشن میں ترقی کی خواہش ہے، تو وہ اپنے لئے آپ نئی ایجاد نکالیں نہ کہ دوسری اقوام کا ردّی مہلک فیشن اختیار کریں ؛

اب میں نے یہ ثابت کر دیا ہے، کہ نقالی اور دوسری قوموں کے رنگ ڈھنگ کو اختیار کرنا ایک مسلم اور مسلمہ کے لئے نامناسب ہے - اگر بہن شمیم صاحبہ یا اور کسی بہن کے پاس کوئی ثبوت ہے، کہ نقالی فیشن وغیرہ غیر اقوام کے ضروری ہیں تو وہ ضرور اس پر روشنی ڈالیں، لیکن اپنی تحریر کی بناء قرآن و حدیث پر رکھیں، زبانی جمع خرچ بالکل فضول ہے، اس سے پرہیز کریں ؛

سیدہ شہر بانو اہلیہ میر مرزا احمد خاں صاحب

از قادیان دارالامان

اِسلامی پردہ

۱۵ ستمبر کا مصباح ۱۵ اکتوبر موصول ہوا، بہن شمیم صاحبہ دہلی کے خیالات پردہ سے آگاہی ہوئی، میرے خیال میں اس قسم کے مضامین سے کوئی فائدہ تو نہیں پہنچ سکتا بلکہ موجودہ زمانے کی روش کے مطابق اغلب ہے اس کا اثر بعض طبیعتوں پر برا ہو، اس لئے بہتر ہو، اگر میری معزز بہنیں ایسے خیالات کے اظہار سے پرہیز رکھا کریں ؛

آپ اپنے ۱۵ ستمبر کے مصباح کے مضمون بعنوان پردہ میں تحریر فرماتی ہیں "چہرہ کا پردہ کرنا اصولاً پردہ کے فرائض میں سے نہیں"

دوسرے تحریر فرماتی ہیں "جبتک عورت اپنے آپکو محفوظ نہیں رکھ سکتی، برقعہ پہنے ڈولی میں آئے جائے"

اوّل تو آپکے اس اصول کی بنا پر بھی چہرہ کے پردہ کی

ضرورت ہے، اگر اب اس پردہ کی جو کہ ڈولی اور برقعہ کا پردہ ہے ضرورت نہیں تو فرمائیے اب عورت کس لحاظ سے اپنے اوپر تسلی بخش قابو پا چکی ہے، اور اسکے پاس کیا سند ہے کہ وہ اپنے آپکو بغیر پردہ کے محفوظ رکھ سکتی ہے، اور پہلے نہیں رکھ سکتی تھی، علاوہ ازیں اسلامی احکام ہمیشہ کیلئے ہیں نہ کہ وقتی، ذیل میں میں سورۃ نور کی ایک آیت اور چند احادیث پردہ کے متعلق پیش کرتی ہوں۔ پردہ کے احکام میں سورہ نور ع ملاحظہ ہو:-

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ الخ

ترجمہ :- کہدے مسلمان عورتوں کو نیچے رکھیں نگاہیں اپنی اور اپنے سوراخوں کی حفاظت کریں اور نہ ظاہر کریں اپنی زینتیں مگر جو ظاہر ہوں ان میں سے اور ڈالیں اپنی اوڑھنیاں سینوں پر، اور نہ ظاہر کریں اپنی زینتوں کو مگر اپنے خاوندوں پر یا اپنے باپوں پر یا خاوندوں کے باپوں پر وغیرہ وغیرہ ۔

یہ آیت شریف اپنے اندر پردہ کلّی کا حکم رکھتی ہے اور پردہ کو دو حصوں میں تقسیم کرتی ہے (۱) وہ پردہ جس کا تعلق دل سے ہے مثلاً آنکھوں کا نیچا رکھنا وغیرہ وغیرہ (۲) ظاہری زینتوں کو ڈھانپنا جس پر زور اکرز ور بھی دیا گیا کہ ان کا ڈھانپنا بلا مجبوری اشد ضروری ہے ۔

ظاہری زینتوں کے متعلق اس آیت شریف کے یہ الفاظ لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ زینتوں کو ڈھانپنے کا حکم صادر کرتے ہیں، خواہ ہاتھ ہوں یا پاؤں خواہ چہرہ ہو خواہ سینہ کوئی بھی زینت کی جگہ ان الفاظ سے باہر نہیں تو چہرہ کو ان الفاظ سے کس طرح مستثنیٰ کیا جا سکتا ہے جبکہ سب پر واضح ہے کہ چہرہ اور اس کا بناؤ سنگار ہی عورت کے حُسن اور اس کی زینت کو دوبالا کرتا ہے ۔

چونکہ اس زمانہ کی موجودہ حالت کو مدِّ نظر رکھنا ضروری تھا تو اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کے الفاظ سے خود ظاہر ہونے والی زینتوں کو مستثنیٰ کر دیا گیا مثلاً اُس زمانہ میں موجودہ طریق برقعہ موجود نہ تھا پاؤں کی زینت ڈھانپنے کو جراب نہ تھی تو یہ مجبوری تھی اس لئے استثناء کر دی گئی جیسے کہ موجودہ زمانہ میں بھی باوجود ہر سامان کے مہیّا ہونے کے بعض عورتیں کاشتکاری وغیرہ جیسے کاموں کو سرانجام دینے کی مجبوری سے چہرہ کا پردہ نہیں کر سکتیں ۔

ہمارے لئے جبکہ زمانہ حال میں ہر زینت کو چھپانے کے لئے آسان سے آسان آرام دہ ذرائع موجود ہیں اور ڈھونڈنے سے بھی کوئی زینت ایسی نہیں ملتی جو چھپانے سے نہ چھپتی ہو تو پھر کیوں نہ ہم پہلے حصّہ حکم پر عمل کرتے ہوئے اوّل ثواب کی مستحق بنیں ۔

اگر آپ کی آنکھیں برقعہ کے استعمال سے درد کرنے لگ جاتی ہیں تو خدا کے فضل سے عربی ترکی مصری برقعوں کی ایجاد بہت آرام دہ ہے اور کپڑا کم خرچ آنے کی وجہ سے بوجھ بھی ہلکا ہو جاتا ہے کیوں نہیں سلوائیں، اُلٹا آپ دوسروں کو بھی چہرہ رکھنے کی تلقین میں کیوں حصّہ لیتی ہیں اگر موجودہ پردہ کا طریق رسمی اور بے فائدہ ہوتا

کیوں مدتوں سے لوگ بقول آپ کے اس تکلیف دِہ بات پر عمل کرتے چلے آتے ۔ علاوہ ازیں خدا فرماتا ہے :-

ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن اس جگہ اوڑھنی اوڑھنے کا طریق بتایا گیا ہے کہ جب اوڑھنی اوڑھیں تو سینہ کا خاص خیال رکھیں ورنہ سینہ زینتوں سے باہر نہ تھا دہرانے سے اسپر زور دینا مقصود تھا کہ اگر پردہ کسی اور قسم کا لباس وغیرہ بنا کر بھی کیا جائے تو سینہ کی خاص احتیاط کی جائے مثلاً موجودہ زمانہ میں سفید برقعہ جس کو آپ نے کسی مصلحت کی وجہ سے کفن پوشی سے موسوم کیا ہے اس کے استعمال سے سینہ کے ننگے رہنے کا احتمال تھا جیسا کہ آپ پر بھی اس کے تجربہ سے واضح ہو گا کہ جب اس کو اٹھایا جاتا ہے تو سینہ خود بخود کھل جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ سلیم دماغوں نے اس سے سینہ ننگا رہنے کا احتمال دیکھ کر عربی ترکی مصری فیشن برقعوں کی ایجاد سے باوجود پردہ کو مکمل کرتے ہوئے ہمارے راحت و آرام کو بھی مدِ نظر رکھا ہے +

باوجود اِن سامانوں کے مہیا ہونے کے اگر ہمارے لئے چہرہ کھلا رکھنے کا حکم ہو تو ہمارے لئے سلوار قمیص اور اوڑھنی جو ہمارے وطن کا اصل لباس ہے اور کسی قسم چوتھے کپڑے کی ضرورت نہیں ، علاوہ ازیں جہاں اس لحاظ سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ چہرہ کے ڈھانپنے کا صاف الفاظ میں قرآن کریم میں ذکر نہیں وہاں یہ بھی تو کہا جا سکتا ہے کہ اوڑھنی سر پر اوڑھنے کا بھی ذکر نہیں تو سر ڈھانکنا بھی اصولاً پردہ کے فرائض سے نہیں اگر سر کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ زینتوں کے ڈھانپنے میں سر شامل ہے تو واضح ہو کہ چہرہ کا ڈھانپنا بھی زینتوں کے ڈھانپنے سے باہر نہیں جو کہ سلف صالحین اور سنّت حرم نبوی سے واضح ہے پس قرآن کریم سے اُتر کر حدیث شریف ہم کو احکام قرآن کریم پر عمل کرنے کے صحیح طریق بتاتی ہے جیسے نماز کا پڑھنا قرآن کریم کا حکم ہے ، لیکن اس کی ادائیگی کے طریق ہم پر حدیث واضح کرتی ہے ایسے ہی پردہ کا حکم قرآن کریم کا حکم ہے ، لیکن پردہ کس قسم کا کرنا چاہیئے ہم کو حدیث شریف اور سنّت حرم نبوی سکھاتی ہے +

پردہ کے احکام میں چند احادیث ملاحظہ ہوں :-

(۱) آیت حجاب کے نزول کے بعد حضرت عائشہ صدیقہؓ اور اُن کے طالبعلموں کے درمیان ہمیشہ پردہ پڑا رہتا تھا ۔ صحیح بخاری کتاب الحج طواف النساء وغیرہ

(۲) ایک دفعہ چند عورتیں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی خدمت میں آئیں ، عرض کی ام المؤمنین چلئے حجر اسود کو بوسہ دے آئیں ، فرمایا میں مردوں کے ہجوم میں نہیں جا سکتی ۔ صحیح بخاری کتاب الحج طواف النساء

(۳) کبھی دن کو طواف کا موقعہ آتا تو خانہ کعبہ مردوں سے خالی کرا لیا جاتا مسند امام احمد جلد ۶ صفحہ ۱۱۷

(۴) ایک غلام کو مکاتب کیا تو اُس سے کہا جب تک تمھارا زرِ فدیہ ادا نہ ہو جائے میں تمھارے سامنے نہیں آ سکتی ۔ مسند جلد ۶ صفحہ ۸۵

(۵) اسحاق تابعی نابینا تھے وہ حضرت عائشہ صدیقہؓ

کی خدمت میں حاضر ہوئے آپؓ نے اُن سے پردہ کیا وہ بولے مجھ سے پردہ کیسا، میں تو تم کو دیکھتا نہیں فرمایا اگر تُو مجھے نہیں دیکھتا، تو میں تو تجھے دیکھتی ہوں۔ ابو داؤد جزء النساء صفحہ ۴

(۶) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب ہم لوگ آنحضرتؐ کے ساتھ حج الوداع میں چلے، قافلے ہمارے سامنے سے گذرتے تھے، جب مقابل آجاتے ہم سروں پر چادریں ڈال دیتے، جب گذر جاتے ہم مُنہ کھولتے۔ ابو داؤد باب مذکور ✣

اگر آپ خود ہی ان احادیث پر غور کریں تو آپ پر بغیر میری تحریر کے ہی واضح ہو جائیگا، جبکہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کسی نیک کام کے لئے مردوں کے ہجوم سے گذر کر جانا اندھوں کے سامنے آنا۔ غلاموں کے آزاد کر دینے کے بعد اُن کے سامنے آنا۔ حاجی قافلوں سے مُنہ کا نہ چھپانا ناگوار سمجھتی تھیں۔ تو چہرہ کُھلا رکھ کر مردوں کے ہجوم سے چلنا آپ کے نزدیک کسقدر ناپسندیدہ امر ہوگا ✣

پردہ کے متعلّق کم و بیش جسقدر مجھے علم تھا میں نے ضروری سمجھا کہ آپ کی تسلّی اور غلط فہمی کے ازالہ کے لئے لکھ دوں تاکہ اسلامی پردہ آپ کے اور آپ کے ہمخیالوں کیلئے مضحکہ نہ بنجائے ✣

کیونکہ بقول آپ کے جب مُنہ کُھلا رکھا گیا تو ہندو و دیگر مذہب کی عورتوں اور ہمارے درمیان باوجود پردہ کرنے نے پردہ کا امتیاز کیا ہوا تو وہ بھی انہیں پھر میں ✣

بالآخر میں دُعا کرتی ہوں کہ مولا کریم ہمارے دلوں دماغوں میں ایسی روحیں پھونک دے کہ ہم اسلام کے ہر حکم کو حقیقی معنوں میں سمجھ سکیں اور اُنپر حقیقی معنوں میں چلنے کی توفیق پائیں۔ نیز ہماری دینی دنیاوی کمزوریاں رفع ہوں اور سلف صالحین و دیگر بزرگان ملت کے نقش و قدم پر چلنے کی توفیق ملے۔ والسّلام

آپکی خیر اندیش بہن امۃ الرحمٰن اہلیہ ڈاکٹر احمد الدین صاحب کاکامری - یوگنڈا

ٹھگ اور اُن کے عجیب و غریب چالات

تواریخ سے کچھ صحیح پتہ نہیں چلتا کہ ٹھگوں کا آغاز کب ہُوا۔ ہربرٹ وِوین (Herbert Vivian) اپنی کتاب سیکرٹ سوسائیٹز (Secret Societies) میں رقم طراز ہے۔ کہ یہ جرائم پیشہ لوگ ہندوستان میں مغلوں کی آمد کے ساتھ آئے۔ ایک روایت ہے کہ تیرھویں صدی عیسوی میں دہلی کے قرب و جوار میں خانہ بدوش مسلمانوں کے سات قبیلے تھے۔ وہ بغیر بُگلّی اپنے رسم و رواج اور مذہب کو چھوڑے ہندوؤں کی کالی دیوی کی پوجا میں دلچسپی لینے لگے ✣

قطع نظر اس سے کہ اوپر کا بیان صحیح ہے یا غلط ہمیں معلوم ہے کہ ٹھگ کالی دیوی کو پوجتے تھے۔ کالی قتل و غارت اور تاخت و تاراج کی دیوی ہے۔ اُسکے چہرے اور باقی جسم کا رنگ سیاہی مائل نیلا ہے۔

دانت نوکیلے ہونٹ اور زبان انگارے کی طرح سُرخ، لٹیں سیاہ بکھری ہوئی اور بہت لمبی لمبی۔ کالی کے دس ہاتھ ہیں، ہر ہاتھ میں کوئی مہلک ہتھیار یا انسانی سر جس سے خون بہتا ہے، ہتھیلیاں لہو سے آلودہ۔ کالی شیوا کی بیوی تھی۔ وہ ہمیشہ انسانی خون، قتل و غارت اور تباہی سے خوش رہتی ہے۔ ہندوؤں میں روایت ہے کہ کالی نے ارادہ کر لیا تھا کہ وہ تمام بنی نوع انسان کو سوائے اپنے پجاریوں کے، موت کے گھاٹ اتار دیگی۔ مگر خیریت ہوئی کہ حفاظت کے دیوتا وشنو بیچ میں پڑ گئے، انہوں نے کچھ ایسا کیا کہ ہر مقتول کا خون ایک نئی نسل کا بیج بن گیا، تب کالی نے یہ چالاکی کی کہ بجائے تہ تیغ کرنے کے گلا گھونٹ کے مارنے کا طریقہ اختیار کر لیا۔ تاکہ وشنو کو کانوں کان خبر نہ ہونے پائے۔ وہ نعش کو زمین میں دبا دیتی تھی۔

ٹھگ کسی مہم پر جانے سے پہلے کالی کے مجسمہ کے سامنے کچھ رسمیں ادا کرتے تھے۔ یہ مجسمہ چاندی یا پیتل کا ہوتا تھا، اس کے ساتھ ہی دو اور مجسمے ایک چھپکلی کا دوسرا سانپ کا، ایک گلا گھونٹنے کا پھندا اور ایک کدال رکھتے تھے۔ ان مجسموں پر پھول، پھل اور کئی قسم کی شیرینیاں چڑھاتے اور لوبان وغیرہ کی خوشبودار دھونی رماتے۔ پھر کامیابی کی دعائیں مانگتے۔ پھر ایک بھیڑ کو ان مورتیوں کے سامنے لاکر اس کا جھٹکا کرتے۔ بھیڑ کے سر کو مورتی کے پاؤں کے قریب رکھ کر بھیڑ کا دائیاں پاؤں اسکے منہ میں دے دیتے۔ اور ایک ماٹی اسکے سر پر بہاتے۔ اگر سر میں کوئی جنبش پیدا ہوتی تو سمجھتے کہ کالی آگئی ہے۔ اور قتل و غارت کی مہم میں ضرور کامیابی ہوگی۔ لیکن اگر سر ساکن رہتا تو نحس خیال کرتے اور مہم پر جانے کا ارادہ فسخ کر دیتے تھے۔

ٹھگ سوتے میں یا شہر سے باہر ویرانوں میں لیجا کر گلا گھونٹنا بہتر خیال کرتے تھے۔ اور اس غرض کیلئے وہ شہروں میں بھیس بدل کر رہتے تھے، اور کسی کو کچھ شک نہ ہوتا تھا۔ کوئی سوداگر کے بھیس میں کوئی لُہار، کوئی بڑھئی، یا کوئی کسی دوسرے صنعت پیشہ کے بھیس میں رہتا، عموماً یہ لوگ ایک جگہ دس بیس یا پچاس آدمی کی ٹولی میں رہتے۔ شہر سے یہ قافلہ بنا کر باہر نکلتے تھے اور مشہور کر دیتے تھے کہ قافلہ فلاں فلاں جگہ جائیگا۔ پرانے لوگ ہوتے تھے سیدھے اِن کے دام میں آجاتے اور حفاظت کے خیال سے قافلے کے ساتھ سفر کرنے کا ارادہ کر لیتے۔ جب قافلہ ویرانے میں پہنچتا۔ غریب مسافروں کو گلا گھونٹ کر مار ڈالا جاتا۔ ایک مسافر بھی کسی حالت میں زندہ نہ چھوڑا جاتا تھا۔ کیونکہ وہ نہ چاہتے تھے کہ کسی کان میں ان کی بھنک بھی پہنچے۔ البتہ چھوٹے چھوٹے لڑکوں کو نہ مارتے بلکہ زندہ قید کر لیتے جب وہ مقید لڑکے دس بارہ برس کے ہو جاتے تو انہیں ٹھگی کا فن سکھانا شروع کرتے اور اپنا سا ٹھگ بنا لیتے۔ مگر جب تک وہ بیس۲۰ اکیس۲۱ سال کی عمر کو نہ پہنچتے انہیں ساتھ نہ لیجاتے تھے۔ کوئی ٹھگ عمر بھر ٹھگی ترک نہ کرتا تھا۔ مگر معلوم رہے کہ وہ لوگوں کی جان محض لوٹ کی

خاطر نہ لیتے تھے بلکہ اس کو اپنا مذہبی فرض اور اپنی دیوی کی خوشنودی کا باعث سمجھتے تھے۔ ٹھگی کو اس لئے کوئی ٹھگ ترک نہ کرتا تھا کہ اپنا مذہب سمجھتا تھا۔ وہ آپس میں کالی کے سامنے بہت سے رسوم کے ساتھ عہد کرتے تھے کہ کبھی ٹھگی ترک نہ کرینگے +

ٹھگوں کو چند لوگوں کی جان لینے کی ممانعت تھی۔ یہ خوش قسمت لوگ کمہار، بڑھئی، دھوبی، تیلی، گانے بجانے کے پیشہ والے، ناچنے والے عورت اور مرد، اور جو لنگڑے لولے تھے۔ جن مسافروں کے گروہ میں کوئی عورت ہوتی تھی۔ اُن کا بھی احترام کرتے اور آنکھ اٹھاکر نہ دیکھتے +

وہ شیر اور چیتوں کو بھی نہ مارتے تھے کیونکہ اُن کا ایمان تھا۔ کہ ایسا کرنے سے اُن کی عمر میں تخفیف ہو جائیگی اور جلد مر جائیں گے۔ اگر کوئی شیر یا چیتا کسی ٹھگ کو ہلاک کر دیتا تھا۔ تو وہ کہتے تھے۔ کہ اس نے اپنے کئے کی سزا پائی ہے۔ یعنی اس نے کسی دوسرے ٹھگ سے لوٹ کا مال تقسیم کرنے میں بے انصافی کی ہوگی اس لئے شیر یا چیتے نے پھاڑ ڈالا +

جب کسی اکیلے مسافر کو دیکھتے تو دو یا تین ٹھگ مسافروں کی صورت میں اُسکے ہمراہ ہو لیتے۔ سنسان جگہ پاکر ایک تو اس بے چارے کے پیچھے چلا جاتا اور پھندے والا کپڑا اُس کے سر پر ڈال دیتا اور ایک سرا تھامے رہتا۔ دوسرا دوڑ کر دوسرا سرا پکڑ لیتا۔ اگر تیسرا بھی موجود ہوتا تو اُسے ٹانگوں سے گھسیٹ کر گرا دیتا۔ اور گلا گھونٹ دیا جاتا +

کوئی ٹھگ جس نے کبھی مسافر کو اکیلے مار لیا ہو۔ اپنی شان میں فخریہ کلمے کہتا اور سب اُس کا لوہا مانتے اگر کسی ٹھگ نے اکیلے کسی گھوڑ سوار مسافر کو گھوڑے سے کھینچ اُتارا اور ہلاک کر دیا تو اُس کی سب ٹھگ عزت کرنے لگتے تھے۔ اور کئی نسلوں تک اُس کا گھرانہ باوقار رہتا +

کبھی ان کا یہ طریقہ ہوتا تھا کہ گھنٹے (جرس) رکھتے۔ ایک کو مسافروں کی گذرگاہ کے قریب دو چار آدمی لئے رہتے۔ دوسرا کمین گاہ میں رکھا رہتا۔ جب مسافر وہاں سے گذرتے تو گذرگاہ کے قریب کے ٹھگ گھنٹہ بجاتے۔ اس کی آواز سُنکر کمین گاہ سے دوسرا گھنٹہ بجتا جس کے معنے یہ ہوتے کہ بس تیار ہیں ابھی آیا چاہتے ہیں +

کچھ زمانے کے بعد ان میں سے اکثر خانہ بدوش زندگی چھوڑ کر دیسی ریاستوں میں بس گئے۔ جب ان کو یہاں ٹھگی سے فرصت ہوتی تو کھیتی باڑی سے بسر کرتے بعض صنعت کاری سے پیٹ پالتے۔ بعض، لوگوں میں اچھے خاصے باوقار اور باعزت تھے۔ جن کو ان کی خفیہ زندگی سے محض بے خبری ہوتی اُن کے سامنے یہ اپنے کو نہایت متین، با اخلاق، اور بہبود خواہ خاص و عام ثابت کرتے۔ عوام میں کچھ یوں مل جُل کر بسر کرتے تھے کہ کوئی ان کو شناخت نہ کر سکتا تھا یہی وجہ ہے کہ برٹش گورنمنٹ پر بھی ۱۷۹۹ء تک ان کا کچھ حال نہ کھلا۔ اس سال سرنگاپٹم کی فتح کے بعد بنگلور کے نواح سے ایک سو ٹھگ گرفتار ہوئے۔ برطانوی فوج کے دیسی سپاہی چھٹی لے کر گھر جایا کرتے تھے اور اکثر واپس نہ لوٹتے تھے۔ حکام خیال کرتے تھے کہ اُن سپاہیوں نے انگریزی فوج ہی چھوڑ دی ہے۔

مگر معلوم نہ تھا۔ کہ اِس کی تہ میں کوئی دوسرا ہاتھ ہے۔ اِس سے پیشتر برطانوی مجسٹریٹوں کو ٹھگی کا یقین نہ آتا تھا۔ لارڈ ولیم بنٹنگ کے عہد میں اِن کو نیست و نابود کرنے کی کوشش کی گئی۔ میجر سلیمن صاحب ٹھگی کے انسداد پر مامور ہوئے۔ ۱۸۲۶ء میں دس ہزار 10000 ٹھگوں کی خبر ملی۔ آئندہ چھ سال میں دو ہزار 2000 ٹھگ قید کیے گئے۔ جن میں سے ہر ایک نے اوسطاً تین جانیں لی تھیں۔ ایک ٹھگ کا جسے لکھنؤ میں پھانسی دی گئی، بیان ہے۔ کہ اُس نے چھ سو 600 اشخاص کو ہلاک کیا۔ اسی طرح ایک دوسرے نے بیان دیا۔ کہ اُس نے نو سو ننانوے 999 انسانوں کو موت کے گھاٹ اُتارا ایک کی کسر رہ گئی ہے جس کی حسرت اُس کے دل میں پھانسی کے تختے تک رہے گی۔ ۱۸۳۵ء تک اِن کے گروہ ظاہرا مفقود ہو گئے، مگر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ان کا بکلی فقدان ہو گیا۔ کیونکہ بعد میں بھی زہر خورانی کی وارداتیں بیشتر ہوئی ہیں۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ اُنہوں نے گلا گھونٹنے کی بجائے زہر کھلا کر ہلاک کرنے کا طریقہ اختیار کر لیا ٭

۱۸۸۲ء میں ایک ٹھگ گرفتار ہوا جس نے پنجاب میں ۱۸۶۶ء اور ۱۸۷۹ء کے درمیان چھیانوے 96 مسافروں کو زہر دیا۔ اور اس کا بھی ثبوت ملا کہ وہ ایک ایسے خفیہ گروہ سے تعلق رکھتا تھا جو حکومت کی نظروں سے اوجھل رہا آج بھی گاہے گاہے پُراسرار طریقوں سے سنسنی خیز وارداتیں ہوتی رہتی ہیں۔ اور کون کہہ سکتا ہے کہ اس کی تہ میں ٹھگ نہیں ہیں؟

(یہ مضمون ہربرٹ وڈین کی کتاب سیکرٹ سوسائٹیز سے مترجم نہیں ماخوذ ہے) از سعید احمد اعجاز سیالکوٹی پٹنہ۔

اخلاقِ حمیدہ

اخلاق حمیدہ سے مراد وہ عادتیں ہیں جو قابل تعریف ہیں ٭

بعض اخلاق کا تعلق خدا کے ساتھ ہے اور بعض کا انسان کے ساتھ خدا سے ایمان کا نماز کا روزے کا اور دوسری عادتوں کا تعلق ہے انسان سے لین دین کا وفاداری کا محبت کا سچ بولنے کا بڑوں کی اطاعت کا اور اس قسم کی دوسری عادات کا تعلق ہے، ایک شخص ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں اور دوسرے کے بہت بُرے ہیں اب جسکے اخلاق اچھے ہونگے وہ سب کی آنکھوں میں اچھا نظر آئیگا اور جس کے اخلاق بُرے ہونگے وہ سب کی نظروں میں بُرا نظر آئیگا۔ مثلاً اگر ایک شخص بد اخلاق ہے تو وہ لوگوں کے ساتھ بد اخلاقی کا معاملہ کریگا۔ لیکن اگر اس کے اخلاق اچھے ہونگے تو وہ محبت اور نرمی کا طریق اختیار کریگا۔ اخلاق حمیدہ سے کئی فائدے حاصل ہوتے ہیں جسکے اخلاق اچھے ہوں وہ ہمیشہ عزت والا سمجھا جاتا ہے ہم سب بہنوں کو چاہیئے کہ ہم اپنے اخلاق ٹھیک کرنے کی کوشش کریں۔ جسکے اخلاق خراب ہوں اُس پر خدا بھی ناراض ہوتا ہے اور سب لوگ اسے نظر حقارت سے دیکھتے ہیں وہ سب کی نظروں میں ذلیل سمجھا جاتا ہے ہم خود سوچ سکتے

ہیں کہ یہ کیسی شرم کی بات ہے۔ اگر کسی دوسرے کے اخلاق خراب ہوں تو ہم کو چاہیئے کہ اسکی اصلاح کی کوشش کریں۔ پس ہم سب کو چاہیئے کہ بُری عادتوں سے بچیں اور اچھے اخلاق پیدا کریں کیونکہ اس میں ہمارے دین و دنیا کی بھلائی ہے۔

امۃ الحمید بنت حضرت مرزا بشیر احمد صاحب۔ ایم اے قادیان

بھیل عورتوں کے حالات

بھیل قوم بالکل غیر تعلیم یافتہ ہے یہ میدانوں میں لکڑی کی جھونپڑیاں بنا کر رہتی ہے، اور جب ایک مقام سے پانی اور اناج کی تلاش میں روانہ ہوتی ہے، تو اپنی جھونپڑیاں اُجاڑ دیتی ہے بھیل مردوں کو تیراندازی میں ید طولیٰ حاصل ہوتا ہے اور انکی زندگی ہی شکار پر ہے +

بھیل عورتیں مہوے کی روٹیاں بہت شوق سے پکاتی اور کھاتی ہیں +

سُنتے ہیں کسی زمانہ میں یہ غریب بھیل ہی ہندوستان کے اصلی باشندے تھے۔ موجودہ ہندو جب اس ملک میں فاتحانہ داخل ہوئے تو انہوں نے ہندوستان کے اصلی باشندوں کو جنگلوں کی طرف بھگا دیا۔ اب بھیل قوم برابر تباہ ہوتی جا رہی ہے اور آئے دن کی قحط سالیوں نے تو ان کو اور بھی برباد کر دیا ہے +

بھیل اپنے آپکو ہندوؤں سے بالکل الگ تھلگ سمجھتے ہیں، ان کے یہاں کم سنی کی شادی کا بالکل رواج نہیں کسی لڑکی کی شادی بلوغ سے پیشتر نہیں ہوتی جب دستور کوئی لڑکی اپنے خاندان میں شادی نہیں کر سکتی، باقی ان کے یہاں ذات پات کی کوئی قید نہیں، لڑکیاں شادی کے معاملات میں بالکل آزاد ہوتی ہیں، اپنے خاندان سے باہر وہ جس نوجوان کے ساتھ چاہیں شادی کر سکتی ہیں، دولہا کے لئے یہ لازمی ہوتا ہے کہ لڑکی کے باپ کو کچھ مویشی نذر کرے اور اس میں اسقدر استطاعت نہ ہو تو اسکو چند سال تک اپنے خسر کی خدمت کرنی پڑتی ہے، جبتک میعاد خدمت ختم نہ ہو جائے، شوہر کو اپنی عورت سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا، وہ اپنے خسر کے یہاں ایک معمولی آدمی کی حیثیت سے رہتا ہے +

کنواری لڑکیاں رنگین لباس نہیں پہن سکتیں رنگ صرف شادی شدہ عورتوں کیلئے مخصوص ہے +

بھیل عورتوں کے اکثر تعجب خیز رواجات ہیں شادی کے بعد یہ نہایت وفادار اور باعصمت ثابت ہوتی ہیں، میں نے جسقدر ان کے حالات معتبر لوگوں سے سُنے اور خود اپنی آنکھوں سے دیکھے ان کی بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہندوستان کی غریب فاقہ کش جماعتوں میں کوئی عورت شادی شدہ بھیل عورتوں سے زیادہ باعصمت نہ ہوگی +

ہندو رسم و رواج کے خلاف بھیل عورتوں میں طلاق کا رواج موجود ہے، زن و شوہر کے تعلقات میں اگر کشیدگی پیدا ہو جائے۔ تو شوہر اپنی بیوی کو بآسانی طلاق دے سکتا ہے، بھیلوں میں بیوہ عورت کا عقد ثانی مذموم نہیں خیال کیا جاتا +

(حمایت اسلام لاہور)

چوری کا سُراغ لگانیکا وحشیانہ طریقہ

چوری کا پتہ لگانے کیلئے ایک عجیب غریب طریقہ پر حال ہی میں ایک مقدمہ کے دوران میں روشنی ڈالی گئی ہے جس کا فیصلہ مسٹر معظم علی بیگ سب ڈویژن مجسٹریٹ الہ آباد نے کیا ہے۔ استغاثہ کا بیان ہے کہ ایک شخص بھگوان دین نے اپنی والدہ کی وفات کے بعد تیرھواں کیا، اس نے دو عورتوں مسمات راجونیتہ اور دوجیا کو گھر کے کام کاج کے لئے ملازم رکھا کام ختم ہو چکنے کے بعد دونو عورتیں کھانا کھانے لگیں بھگوان دین کی بہو مسمات پیتامبر نے ہردو کے خلاف دو پہلی زیور چرانے کا الزام لگایا، تلاشی لینے پر ان عورتوں کے پاس سے کوئی زیور برآمد نہ ہوا، پھر بھی ان ہردو کے زیورات اُتار لئے گئے، دونو عورتیں روتی ہوئی گھر چلی گئیں، لیکن گاؤں کے لوگوں کی سفارش پر ان کے زیورات واپس کر دیئے گئے، دوسری صبح جبکہ مسمات راجونیتا اور مسماۃ دوجیا اپنے کھیتوں میں سے گھاس نکال رہی تھیں تو ملزم ٹھاکر دین اور مسمات پیتامبر ان کے پاس گئے اور انہیں بھگوان دین کے گھر جانے کو کہا کیونکہ وہاں پر چوری کا پتہ لگایا جائیگا، چنانچہ دونو عورتیں بھگوان دین کے گھر گئیں، کیونکہ انہیں ڈر تھا کہ ہماری غیر حاضری کے دوسرے معنے نہ لئے جائیں، گھر پہنچنے پر بھگوان دین نے انہیں گالیاں دیں انکے خلاف چوری کا الزام لگایا اور اُن سے کہا کہ دیکھو وہاں تیل کی کڑاہی گرم ہے اگر تم نے زیور چرایا ہے تب تو تمہارے ہاتھ جل جائینگے، لیکن اگر تم بے گناہ ہوئیں تو تمھارے ہاتھ کو آنچ نہ لگے گی، چنانچہ ان عورتوں کو جلتے ہوئے تیل کی کڑاہی میں ہاتھ ڈالنے کو کہا، کھولتے ہوئے تیل کو دیکھ کر دونو عورتیں تھرا اُٹھیں روئیں چلائیں اور انہوں نے ہاتھ ڈالنے سے انکار کر دیا ÷

بالآخر ہردو ملزمہ مسمات پیتامبر اور ٹھاکر دین نے مسمات راجونیتا کا ہاتھ پکڑ کر زبردستی کھولتے ہوئے تیل میں ڈال دیا اور بعد میں دوسری عورت کے ساتھ بھی یہی سلوک ہوا، نتیجہ یہ ہوا کہ دونو عورتوں کے ہاتھ جل گئے، اور مجروح عورتوں کے بیان کے مطابق وہ بیہوش ہو گئیں، طبی شہادت کے مطابق جس تیل سے عورتوں کے ہاتھ جلے وہ کھولاؤ کے درجہ سے اوپر تھا ملزموں نے اس جُرم سے انکار کیا، اور کہا کہ یہ مقدمہ دشمنی کے باعث ان پر چلایا گیا ہے، مسمات پیتامبر نے کہا مسمات دوجیا اور راجونیتا کے ہاتھ ان شعلوں سے جلے جو پوری تیار کرتے وقت گھی ڈالنے سے پیدا ہوئے مجسٹریٹ نے ملزموں کے بیانات میں کوئی وزن نہ پاکر اُن کے فعل کو سخت وحشیانہ قرار دیا اور ہردو ملزموں کو چھ چھ ماہ قید سخت اور پچاس پچاس روپے جرمانہ کی سزا کا حکم سنا دیا گیا، جرمانہ میں سے دس روپے دوجیا کو اور دس راجونیتا کو دیئے جائینگے ÷

مصباح کی توسیع اشاعت میں حصہ لینا ہر مصباحی بہن کا فرض ہے ÷

سیرت النبیؐ کے جلسے

سیالکوٹ

۲۶ اکتوبر کو تقریباً ساڑھے تین بجے شام مسجد احمدیہ کے صحن میں بصدارت محترمہ ڈاکٹر دمنتی صاحبہ سیالکوٹ کی خواتین کا جلسہ منعقد ہوا۔ جلسے کی کارروائی کا آغاز محترمہ زینب بی بی صاحبہ نے قرأت قرآن کریم سے کیا جس کے بعد موصوفہ نے ایک نعت خوش الحانی سے پڑھی۔ پھر محترمہ سیدہ رفعت صاحبہ نے آنحضرت صلعم کا ازواج مطہرات سے آخر وقت تک یکساں سلوک پر تقریر فرمائی۔ اور ایک ہندو صاحب کی نعت اخبار سے پڑھکر سنائی۔ اسکے بعد سیّدہ محمودہ نے جلسہ کی صحیح غرض پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ ایسے جلسوں کے انعقاد سے ہماری غرض یہ ہے۔ کہ تمام مذاہب کے بزرگوں کا احترام کیا جائے۔ اور اس طرح ملک میں مذہبی رواداری کی خوشگوار فضا پیدا ہو جائے۔ پھر موصوفہ نے "روحانیت کا بلند ترین مقام اور آنحضرت" پر مضمون پڑھا۔

اس کے بعد احمدیہ گرلز سکول کی پانچویں جماعت کی چند لڑکیوں نے ایک سکھ صاحب کی نظم "اپنی آنکھوں میں بھی ایک اوتار سے کب کم ہے تو" خوش الحانی سے پڑھی۔ پھر خاکسارہ نے محترمہ سیدہ سارہ بیگم صاحبہ کا مضمون "آنحضرتؐ کا حسن سلوک اپنے اہل بیت کے ساتھ" پڑھکر سنایا۔ اور "آنحضرتؐ کا کمال" کے عنوان سے چند اشعار جو خاتم النبیین نمبر میں تھے پڑھکر سنائے۔ اسکے بعد مکرمہ محترمہ سیدہ فضیلت صاحبہ سکرٹری لجنہ اماء اللہ نے "شان نبوت" پر تقریباً ایک گھنٹہ نہایت عالمانہ تقریر فرمائی۔ اور احمدیہ گرلز سکول کی جماعت ہفتم کی چند طالبات نے "مبلغ اعظم" نظم پڑھکر سنائی۔ پھر مکرمہ محترمہ سیدہ سعیدہ صاحبہ نے کلمہ طیبہ کا ورد پڑھوایا۔

آخر میں محترمہ پریذیڈنٹ صاحبہ نے جلسہ کو اتحاد اور مذہبی رواداری کا ثبوت گردانتے ہوئے خوشی کا اظہار فرمایا۔ اور اتحاد بین الاقوام پر قریباً آدھ گھنٹہ تقریر فرمائی۔ دعا کے بعد جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔ ہر طبقہ کی تقریباً پانصد مستورات جلسہ میں حاضر تھیں۔ لجنہ اماء اللہ کی ممبروں نے جلسہ کا تمام انتظام نہایت خوش اسلوبی سے کیا۔ اور جماعت احمدیہ سیالکوٹ نے جلسہ گاہ کو گیلریوں کے ذریعہ وسیع بنا کر جلسہ کے انتظام میں جو مدد کی، بہت قابل شکریہ تھی۔

خاکسار احمدہ

گوجرانوالہ

جلسہ جان بی بی گرلز سکول میں منعقد ہوا۔

(۱) صدر صاحبہ عزیزہ بیگم اہلیہ حکیم محمد الدین صاحب نے سورۃ فاتحہ کی تلاوت سے آغاز جلسہ کا کیا۔

(۲) سلمہ خاتون بنت شیخ مشتاق حسین صاحب گورنمنٹ کنٹریکٹر نے "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب میں کیا تغیر پیدا کیا" پر مضمون و نعت پڑھی۔

(۳) امۃ الرحمن بنت میاں محمد عبد اللہ ٹیلر ماسٹر نے دو مضامین و نعت پڑھی۔

(۴) امۃ الصمد بیگم بنت میاں کریم بخش نے ایک مضمون پڑھا۔

(۵) اقبال بیگم بنت میاں قائم دین مرحوم نے ایک مضمون اور "کلام محمود" میں سے ایک نظم سنائی۔

(۶) کریم بی بی صاحبہ معلّمہ نے خوش الحانی سے نعت پڑھی۔

(۷) محترمہ فیروزہ بیگم صاحبہ نے تلاوت قرآن کریم کے بعد نہایت لطیف تقریر کی حاضرات نے توجہ سے سنا۔

آخر میں دعا کی گئی اور جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔ تعداد مستورات ...بیس تھی۔ خاکسار منتظمہ جلسہ گوجرانوالہ

پٹیالہ

۲۷ اکتوبر کی رات کو بعد نماز عشاء منشی احمد حسن صاحب احمدی کے مکان پر زنانہ جلسے کی کارروائی شروع ہوئی، غیر احمدی مستورات کثرت سے تشریف لائیں بعض نے تقریروں میں بھی حصّہ لیا، ساڑھے بارہ بجے جلسہ کی کارروائی ختم ہوئی۔ اور لجنہ اماء اللہ کی طرف سے تعلیم المہدی رسالے احمدی و غیر احمدی خواندہ بہنوں میں تقسیم ہوئے اور شیرینی بھی تقسیم کی گئی۔ بہت سی معزز خواتین کا مجمع اکٹھا تھا۔ حاضرین جلسہ کی تعداد سو سے زیادہ تھی ٭

سکرٹری لجنہ اماء اللہ شہر پٹیالہ

روئیداد جلسہ مستورات

بروز اتوار واقعہ ۲۷/۹/۳۰ کو ۲ بجے دن سے ۵ بجے شام تک مستورات کا جلسہ بر مکان مستری کرم الٰہی صاحب احمدی کلانوالہ منعقد ہوا۔ کلانوالہ خاص ۔ کھیوہ باجوہ ۔ کتھووالی ۔ تھاری پورسے احمدی مستورات پچاس سے اوپر جلسہ میں تشریف لائیں، اسکے علاوہ خاص کلانوالہ سے غیر احمدی مستورات جلسہ میں شامل ہوئیں۔ کھانے کا انتظام مستری کرم الٰہی صاحب نے ایک دیگ پختہ پلاؤ پکوا کر کیا تھا۔ دیگر ہر طرح سے خاطر و تواضع مستورات کی گئی۔ جملہ حاضرین جلسہ کی اتفاق رائے سے عالم بی بی سکنہ چونڈہ صدر جلسہ مقرر ہوئیں ٭

جلسہ کا افتتاح تلاوت قرآن شریف سے شروع ہوا۔ قرآن شریف کی تلاوت بیگم بی بی اہلیہ اسمٰعیل مرحوم نے کی۔ اسکا ترجمہ و تفسیر رشیدہ بیگم دختر اسمٰعیل مرحوم نے کیا، امۃ الحفیظ دختر اسمٰعیل مرحوم نے رسومات قبیحہ و صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر لیکچر دیا۔ اور حاضرین کو رسومات قبیحہ کے انسداد اور اسوہ حسنہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلقین فرمائی۔ رشیدہ بیگم نے تعلیم خواتین پر لیکچر دیا۔ اور تاکید فرمائی، کہ مستورات غیر احمدی ہوں یا احمدی سب کو مستفید ہونا چاہیئے ٭

تقریر عالم بی بی:- اور اُس کا اثر اولاد پر مدلل بیان فرمائی۔ آخر میں مستری کرم الٰہی صاحب میزبان جلسہ نے وفات مسیح ؑ پر تقریر کی ٭

دستخط سکرٹری جلسہ

کرم الٰہی لوہار احمدی بقلم خود

لاہور

سیرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پنجو اتیماہ لاہور کا عظیم الشان جلسہ برکت علی محمڈن ہال بیرون موچی دروازہ صبح بوقت آٹھ بجے منعقد ہوا۔ ۹ بجے تک تمام ہال کھچا کھچ بھر گیا۔ صدارت کی کُرسی مکرمہ محترمہ لیڈی صاحبہ سر عبد القادر صاحب کو منتخب ہوئی، مگر وہ بوجہ عدم صحت تشریف نہ لاسکیں اور اپنی والدہ صاحبہ کو جو کہ میاں محمد سلیم بیرسٹر ایٹ لاء کی والدہ صاحبہ ہیں بھیجا۔ اُنہوں نے صدارت کی کُرسی کو رونق بخشی ٭

خاکسارہ نے تلاوت قرآن کریم کی۔ تلاوت کے بعد مسز محمد بیگ نے نعت خوانی کی۔ بعد اس کے مکرمہ مسز میاں محمد رفیع صاحب و مکرمہ مدیرہ صاحبہ رسالہ سراج و اہلیہ صاحبہ جناب مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے و بیگم صاحبہ ملک کرم الٰہی صاحب و عزیزہ خالدہ بیگم بنت مولوی فضل حق صاحب مرحوم و امۃ اللہ بیگم بنت میاں عبد العزیز صاحب و زینب بی بی ہمشیرہ ڈاکٹر عبد الحمید صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف پہلو پر نہایت اچھے اور دلچسپ پیرایہ میں مختلف تقریریں کیں۔ نیز جنگی واقعات و تاریخی حالات سُنائے بیگم صاحبہ ڈاکٹر عبد الحق صاحب و امۃ اللہ بیگم بنت میاں عبد العزیز صاحب

و بنت ملک کرم الٰہی صاحب نے نظمیں و نعتیں پڑھیں، دو اور اُستانیوں نے نعت خوانی کی۔ بعد اس کے خاکسارہ نے پچھلے سترہ جون و ۲۰ جون و اس ۲۶ اکتوبر کے جلسوں کی غرض و غائت بیان کی، اور جو نبی کریم صلعم کے صنف نازک پر احسان ہیں سنائے۔ اور اپنی آئندہ نسلوں کو حضرت سرور دو جہان نبی کریم صلعم کے پاکیزہ زندگی کے حالات سے روزانہ واقفیت کرانے کی ترغیب دلائی ؛

خاکسارہ اپنی کارکن بہنوں کا شکریہ ادا کرتی ہے مگر بالخصوص مکرمی جناب بھائی میاں فضل کریم صاحب بھیروی وکیل لاہور و اہلیہ صاحبہ جناب ماموں چوہدری محمد اسحٰق صاحب قابل شکریہ ہیں۔ جنہوں نے خاکسارہ کے ساتھ اس کار خیر میں تعاون کیا۔ اللہ کریم اُن کو جزائے خیر دے ؛

خاکسار سعیدہ سکرٹری لجنہ اماء اللہ لاہور

لجنہ اماء اللہ فیروز پور کا اجلاس

جو کہ ہفتہ وار ہُوا کرتا ہے ۵ اکتوبر ۱۹۳۰ء کو بر مکان پریذیڈنٹ صاحبہ ۹ بجے دن کے شروع ہُوا۔ ممبرات کے مختلف مضامین سُنانے کے بعد چندہ جلسہ سالانہ کی تحریک پر پریذیڈنٹ صاحبہ نے الفضل سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا ارشاد پڑھکر سُنایا۔ جس پر سب نے اپنے اپنے وعدے لکھوائے۔ اور ان کے علاوہ کو بعض ممبرات لجنہ اماء اللہ نے بڑی محنت سے گھروں سے جا کر وصول کیا جن میں سے قابل ذکر خود پریذیڈنٹ صاحبہ و اہلیہ صاحبہ بابو محمد حسن صاحب اور اہلیہ صاحبہ بابو محمد افضل صاحب ہیں۔ خدا انہیں اجر دے ؛

مندرجہ ذیل بہنوں نے چندہ میں حصہ لیا:-

نمبر	نام	پائی	آنے	روپے
(۱)	پریذیڈنٹ صاحبہ مکرمہ اُستانی صفیہ بیگم	۶	۶	۵
(۲)	اہلیہ صاحبہ پیر اکبر علی صاحب وکیل	۰	۰	۶
(۳)	اہلیہ صاحبہ مرزا ناصر علی صاحب امیر جماعت	۰	۰	۲
(۴)	مکرمہ عائشہ بیگم صاحبہ ہیڈ مسٹرس	۳	۷	۳
(۵)	اہلیہ صاحبہ بابو محمد حسن صاحب	۰	۰	۲
(۶)	افتخار احمد صاحب پسر " " "	۰	۲	۰
(۷)	اہلیہ بابو محمد فاضل صاحب	۰	۰	۲
(۸)	" " محمد عثمان صاحب	۰	۰	۲
(۹)	" " حاجی اللہ بخش صاحب	۰	۰	۲
(۱۰)	" " بابو چراغ الدین صاحب	۰	۰	۲
(۱۱)	" " بابو نواب الدین صاحب	۰	۰	۲
(۱۲)	" " بابو محمد حسین صاحب	۰	۰	۱
(۱۳)	" " بابو محمد رشید صاحب	۰	۰	۲
(۱۴)	" " بابو عبد العزیز صاحب	۰	۰	۱
(۱۵)	" " بابو محمد شریف صاحب	۰	۲	۰
(۱۶)	پھوپھی صاحبہ مستری جلال الدین صاحب	۰	۶	۰
(۱۷)	اہلیہ صاحبہ بابو اظہار الدین صاحب	۰	۰	[illegible]
(۱۸)	" " بابو محمد اسحٰق صاحب	۰	۰	۱
(۱۹)	" " بابو محمد عبد اللہ صاحب	۰	۰	۲
(۲۰)	" " بابو محمد جمیل صاحب	۰	۸	۰
(۲۱)	ہمشیرہ صاحبہ " " " "	۰	۴	۰
(۲۲)	اہلیہ صاحبہ بابو محمد یعقوب صاحب	۰	۰	۱

(۲۳) اہلیہ صاحبہ بابو جلال الدین صاحب ۔۔ ۔۔ ۸ ۔۔ ۔۔ (پائی آنے روپے)

(۲۴) منصور احمد پسر " " " " ۔۔ ۔۔ ۱ ۔۔ ۔۔

(۲۵) نصیرہ بیگم بنت " " " " ۔۔ ۔۔ ۱ ۔۔ ۔۔

(۲۶) اہلیہ صاحبہ بابو محمد افضل صاحب ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۱

راقمہ سعیدہ بیگم قائم مقام سیکرٹری لجنہ اماء اللہ

فیروز پور شہر

دارالامان کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ مع اہل وعیال خیر وعافیت سے ہیں ۔

حضرت ام المومنین بخیریت ہیں ۔

۲۔ یہ خبر نہایت افسوس کے ساتھ پڑھی جائیگی کہ سلیمہ بیگم بنت حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ کا انتقال ہوگیا۔ مرحومہ نہایت نیک سیرت پاکیزہ صورت لڑکی تھی۔ بچہ پیدا ہونیوالا تھا۔ حصاری سے اپنے میاں کے ساتھ قادیان کو آرہی تھی جو ایبٹ آباد میں انتقال ہوگیا۔ اللہم اغفرلہا والدین واقرباء سے اس صدمہ میں ہمدردی ہے۔ خدا صبر جمیل کی توفیق دے۔

تھوڑے سے عرصہ میں ایسے بہت سے کیس ہوئے ہیں۔ اہلیہ شاکر صاحب (مدیر معاون الفضل) کا انتقال ہوا۔ پھر حکیم عبدالرحمن صاحب کاغانی کی دختر کا اسکے بعد حادثہ رونما ہوا۔ منشی فخرالدین صاحب ملتانی کی زوجہ ثانیہ کی حالت بوجہ قبل از ولادت بچہ مرجانے سخت نازک ہوگئی۔ ہسپتال میں اپریشن کرانا پڑا۔ الحمدللہ کہ جان بچ گئی۔ اللہ تعالیٰ سب پر اپنا فضل کرے اور اپنے حفظ و امان میں رکھے ۔

۳۔ الحمدللہ کہ ہمارے مقرر خوش بیان جناب میر قاسم علی صاحب کی زبان پر جو زخم کیا تھا وہ مندمل ہوگیا۔ اور آپ ویسے ہی فصیح اللسان طلیق البیان ہیں جیسے پہلے تھے ۔

۴۔ منارۃ المسیح پر ایک ایک ہزار بتی کی پاور کے لیمپ لگائے گئے ہیں اگر سب روشن کئے جائیں تو نہ صرف قادیان بلکہ دُور دُور کا علاقہ منور ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نور نبوت کو بھی دور دور تک پہنچائے۔ اور بیدینی وضلالت کی اندھیری راتیں ختم ہوں ۔

۵۔ قادیان سے جو گاڑی چار بجے روانہ ہوا کرتی تھی۔ اب وہ ۵ بجے عصر کے روانہ ہوا کرے گی۔ جس سے امرتسر جانے کیلئے اب بٹالہ انتظار نہ کرنا پڑے گا۔ اور ڈاک کے لئے بھی کافی وقت مل جائیگا۔ رات کی آخری گاڑی بجائے ۹ کے ½ ۸ بجے آجایا کرے گی ۔

۶۔ جلسہ کی تاریخیں ۲۶-۲۷-۲۸- دسمبر مقرر ہوئی ہیں۔ ریلوے کے ویک اینڈ ریٹرن ٹکٹوں سے فائدہ اٹھایا جاسکیگا مستورات کا جلسہ حسب معمول الگ ہوگا۔ اور اگلے مصباح میں انشاءاللہ پروگرام چھپے گا۔ خواتین اپنے جلسے کو پُر رونق بنانے کے لئے ابھی سے اہتمام کریں (۷) محترمہ اُم داؤد (سید محمد اسحٰق صاحب) کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی۔

مصباح کی چوتھی جلد کا اختتام

اس نمبر کے ساتھ مصباح کی چوتھی جلد ختم ہوگئی خدا کا فضل اور احسان ہے جو گذشتہ چار سال میں ایک پرچہ بھی مصباح کا لیٹ نہیں ہوا۔ ہمیشہ وقت پر شائع کیا جاتا رہا۔ میرا ارادہ تھا کہ اب مصباح کو ہفتہ وار کردیا جائے۔ مگر معلوم ہوتا ہے ابھی وقت نہیں آیا۔ کیونکہ مصباح کا فنڈ کمزور ہورہا ہے خرچ زیادہ ہے آمد کم ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ کئی ایک بی بیوں نے ابھی تک اس سال کا چندہ ادا نہیں کیا، حالانکہ سال میں دو تین مرتبہ وی پی بھی کئے جاچکے ہیں، بعض کے نام ایک ایک سال سے زائد کا بقایا ہوجانے کی وجہ سے ہم نے پرچہ بند کردیا ان کے قائم مقام نہیں پیدا ہوئے۔ اسلئے خریداری بھی کم ہورہی ہے میں نے ایک تحریک سکرٹریان جماعتہائے احمدیہ کی معرفت مصباح کیلئے بھجوائی تھی اسکا کچھ اثر نہیں دکھائی دیتا خدا جانے سکرٹریوں نے اپنے پاس ہی رکھ چھوڑی ہے یا خواتین نے توجہ نہیں کی۔ امید ہے وہ جلد سے جلد اس اپیل کو اپنے اپنے حلقہ اثر میں سنائینگی اور جلسہ پر ایسا انتظام کرینگی جو پانسو خریدار مصباح کے بڑھ جائیں اور پچھلے بقائے صاف ہوکر پیشگی قیمتیں بھی وصول ہوجائیں۔ پھر مصباح بہت جلد ہفتہ وار کردیا جائیگا۔ (ایڈیٹر مصباح)

طاقت کی بے نظیر دوا

کناریسی روئس

کناریسی روئس نہایت بیش قیمت کشتوں اور قیمتی ادویات سے مرکب دوائی ہے۔ سردی اور گرمی میں یکساں استعمال ہو سکتی ہے۔ دماغ کو طاقت دیتی ہے۔ آواز کو صاف کرتی ہے رنگ کو نکھارتی ہے۔ دل کو فرحت بخشتی ہے جسم کو مضبوط کرتی ہے۔ بھوک لگاتی ہے۔ کھانا ہضم کرتی ہے۔ عورتوں کے جملہ امراض میں مفید ہے۔ ایام میں درد۔ کثرت یا قلت حیض۔ حمل کا نہ ٹھہرنا۔ یا اسقاط ہو جانا۔ بچے کا کمزور پیدا ہونا۔ سب امراض کیلئے فائدہ بخش ہے۔ افسردگی۔ خفقان۔ وہم۔ کام سے نفرت۔ ان سب تکالیف کا علاج ہے۔ اس کے استعمال سے عورتوں کا دودھ بڑھتا ہے۔ اور بچہ مضبوط پیدا ہوتا ہے۔ پرانے نزلہ اور بخار کے لئے نہایت مفید ہے۔ تھکان کو دور کرتی ہے۔ بینائی کو طاقت دیتی ہے۔ قیمت باوجود ان سب خوبیوں کے دو روپے (عہ) فی شیشی علاوہ محصولڈاک۔ تین شیشی پانچ روپے (صہ)۔ چھ شیشی دس روپے (عہ۱۰) ؛

دلکشا ہیر آئل

بالوں کا خیال نہ صرف عورتوں کیلئے ضروری ہے۔ بلکہ مردوں کے لئے بھی دلکشا ہیر آئل نہ صرف بالوں کو خوبصورت۔ ملائم۔ مضبوط اور لمبا کرتا ہے۔ بلکہ بفہ یعنی سکری کا بھی علاج ہے بس عورت اور مرد اس سے یکساں فائدہ اٹھا سکتے ہیں قیمت فی شیشی (عہ/۸)۔ اور تین شیشی سات روپے۔ علاوہ محصولڈاک ؛

دلکشا عطر

ہمارے کارخانے میں ہر قسم کے عطر نئے طریق پر تیار کیے جاتے ہیں۔ ان عطروں کے بنانے میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ عطر کی خوشبو پھول سے مشابہ رہے۔ ڈیڑھ روپیہ سے لیکر آٹھ روپیہ تولہ تک ہر قسم کے عطر مل سکتے ہیں ؛

سرمہ نورانی

آنکھوں کی جملہ امراض میں مفید ہے۔ ککرے۔ بصارت کی کمزوری۔ آنکھوں کی سرخی۔ دھند۔ جالا۔ شب کوری۔ ناخنہ۔ زخم۔ پانی کا بہنا۔ سب امراض میں مفید ہے۔ قیمت دو روپے فی تولہ ؛

دلکشا منجن

دانتوں کی صفائی۔ مسوڑوں کی مضبوطی۔ خون کو روکنے۔ منہ کی بدبو۔ اور دانتوں کے ہلنے اور ان کے کیڑوں کے دور کرنے کے لئے اور دردِ دندان کے لئے مفید ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ (عہ)

ملنے کا پتہ

مینیجر دلکشا پرفیومری کمپنی قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۶۰
اخبار مصباح ۔ قادیان دارالامان ۔ ضلع گورداسپور (پنجاب)

رومال کا کونہ

یہ رومال کے کونوں پر کاڑھئے ۔ پھول گلابی رنگ کے اور پتیاں سبز رنگ کی ڈنڈیاں چاکلیٹ رنگ کی ہوں نہایت ہی خوبصورت معلوم ہونگے ۔

رقیہ بانو بیگم احمدی بنت
ڈاکٹر محمد علی خاں صاحب مرحوم احمدی
افریقوی
قادیان دارالعلوم

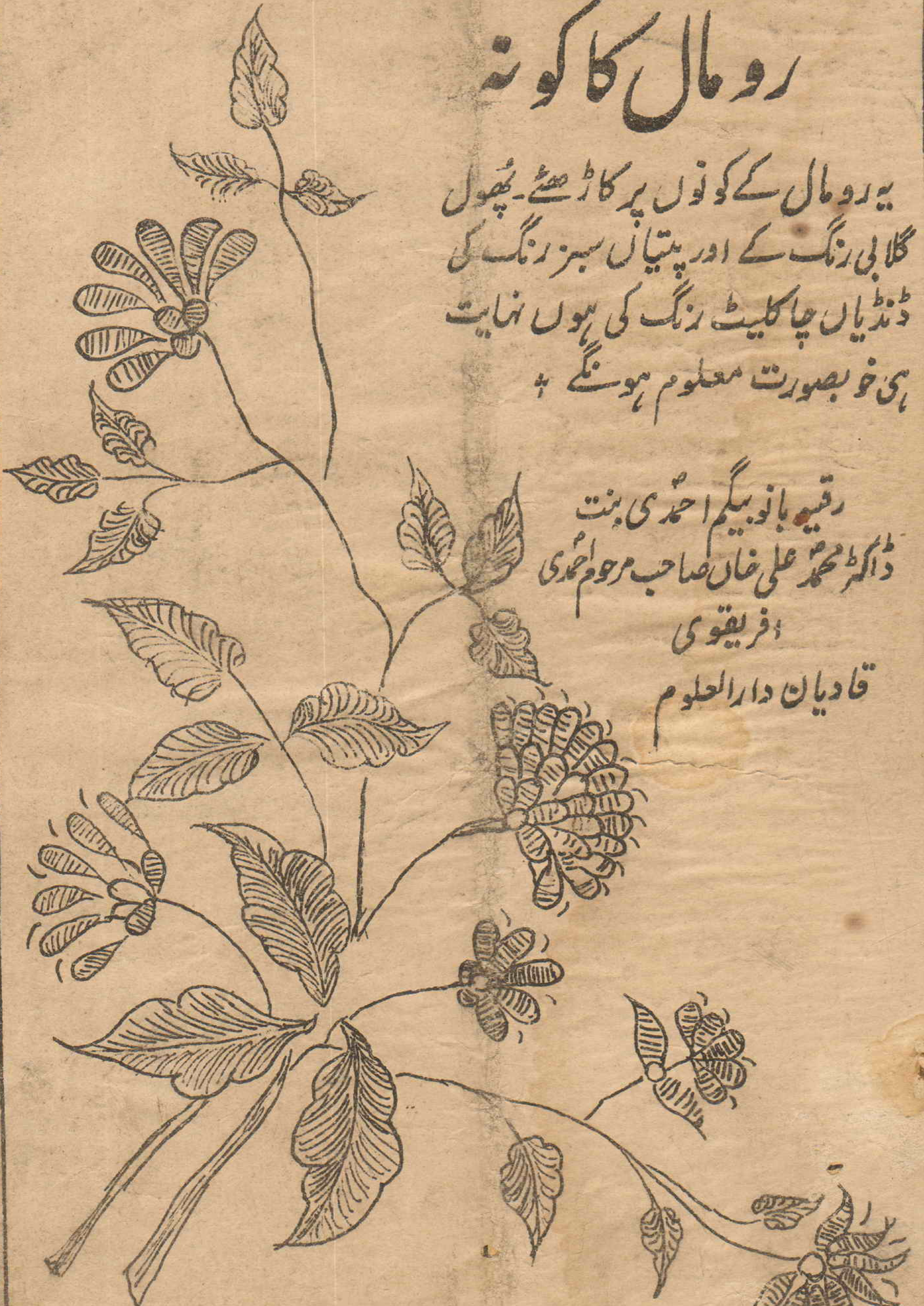

بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا

نمائش دستکاری :- براہ مہربانی مصباح میں اعلان فرمادیں کہ نمائشی اشیاء زیادہ سے زیادہ دس دسمبر تک سیکرٹری لجنہ قادیان کے پاس پہنچ جانی ضروری ہیں ۔ (قائم مقام سیکرٹری ام طاہر قادیان)